اخلاقی ترقی کا تصور: قرآنی تعلیمات اور معاصر تعلیمی نظام کا تقابلی مطالعہ

The Concept of Moral Development: A Comparative Study of Qur'anic Teachings and Contemporary Educational Systems

Reeda Mushtaq
M. Phil Scholar, University of Sialkot, Sialkot:
reedamushtaq1@gmail.com

Hafiz Muhammad Tahir
Alumni Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore:
muhammadtahir4012@gmail.com

Abstract:
In Islam, morality is considered a form of worship, and its significance in human life is universally acknowledged. People of every religion and creed, indeed every individual in the world, recognize the importance of good morals and character because acquiring moral virtues is a fundamental human need and necessity.Islam places a high value on fostering a healthy society and supports the resolution of ethical issues. This support is critical given that corruption and related problems are particularly pertinent in the context of Pakistan's educational system, which needs to align with Islamic ideology. However, with the accelerating pace of change in the world today, the ethical purpose of education has receded into the background, leading to a marked decline in moral values. It is crucial for educators to be made aware of moral values and their development to address moral degradation through guidance derived from the Quran. This article will discuss methods used in the Quran and its historical traditions to promote moral values. These include the use of parables instructional methods, questioning, dialogue and discussion, repetition, and practical demonstrations. The aim is to explore how these methods can be integrated into the teaching of moral values to educators.

Keywords: *Moral values, Educational system, Quranic education, Moral character*

اخلاقی ترقی کا تصور: قرآنی تعلیمات اور معاصر تعلیمی نظام کا تقابلی مطالعہ

تعارف

اخلاقی تعلیم ایک بنیادی ضرورت ہے، یہ صرف فرد یا گروہ تک محدود نہیں ہوتی بلکہ اسے مذہب، ثقافت اور جدید چیلنجز جیسے دیگر عناصر کے ساتھ شامل کرنا ضروری ہے۔ اخلاقی تعلیم کی اہمیت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس کا مقصد اقدار، دوسروں کے ساتھ وابستگی، جذبات کو ترتیب دینا اور طلباء کی صلاحیتوں، قابلیتوں اور اہلیتوں کو اس طرح سے ترقی دینا ہے کہ ان میں مثبت سوچ پروان چڑھے اور نہ صرف اپنی ذاتی بلوغت و ترقی کے لیے بلکہ پورے معاشرے کے لیے کام کرنے کے قابل بن سکیں۔[1]

اسلام میں اخلاقی نظام کی ترقی قرآن سے ہوئی ہے اور حضرت محمد ﷺ نے اپنے عمل اور الفاظ کے ذریعے اس کی ترجمانی کی ہے۔ اخلاقی ترقی کا مقصد ایک پختہ اور قابل اعتماد شخصی ترقی ہے تاکہ خیر اور نیکی کو فروغ دیا جا سکے اور برائیوں اور بدخواہی کے خلاف دفاع کی ڈھال فراہم کی جا سکے۔ المختصر اخلاقیات یا اخلاقی ترقی کا مقصد فرد میں اخلاقی قدروں کو پروان چڑھانا ہے۔

انسانیت ہمیشہ سے مذہب سے متاثر ہے اور انسانوں کی زندگی کے مختلف شعبوں میں حاصل کی گئی کامیابی اور کامرانی کا زیادہ تر حصہ مذہب کی مرہونِ منت ہے۔ مذہب تمام تہذیبوں کا گہوارہ ہے، جس نے انسانیت کے عروج میں مدد کرتے ہوئے فرد اور پورے معاشرے کی خوشحالی اور خوشی کی طرف لے جانے والی راہ ہموار کی ہے۔ مذہب کی صحیح سمجھ اور اس کا نفاذ ذہنی سکون اور امن کا ذریعہ ہے اور اگر اس کی قدروں کو حقیقی معنوں میں نافذ کیا جائے تو انسان خوشحال اور صحت مند زندگی گزار سکتا ہے۔[2]

ہمارے معاشرے میں اخلاقی قدروں کو مجروح کیا گیا ہے اور اس کے اصول خود غرضی، تنقید، تکبر، بے رحمی اور سختی میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ زندگی کے معیار کے لیے انہیں دوسرے انسانوں کو دھوکہ دینا ضروری

---

[1] Peter Kutnik, A Survey of primary school teachers understanding and implementation of Moral Education, The Journal of Moral Education Vo1.19. No. I Jan 1990, p.48.

[2] K.E.Bugge, et.al, A Survey of Moral Instructions and religious Education in Bangalore 1971, (Bangalore: United Theological College, 1973). p.CIO.

ہے حالانکہ یہ اسلام کی اقدار نہیں ہیں جو انسانیت کے لیے مقرر کی گئی ہیں بلکہ قرآن لوگوں کو عاجزی، نرمی، اور ہمدردی کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًاۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾[3]

اور لوگوں سے اپنا رخ نہ پھیر اور زمین پر اترا کر نہ چل، بے شک اللہ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

وسیع تناظر میں تعلیم مادیت اور روحانیت دونوں کا احاطہ کرتی ہے۔ جدید مفکرین کا خیال ہے کہ تعلیمی نظام کا مقصد لوگوں کو سوچنے کے قابل بنانا ہے تاکہ وہ اپنی رائے بنا سکیں تعلیمی اغراض و مقاصد کا تعین معاشرے کے تقاضوں اور ضروریات کے مطابق ہونا چاہیے۔[4]

مغربی مفکرین کے ہاں اخلاقی ترقی:

مغربی ماہر نفسیات کے تحقیقی مطالعات کے مطابق اخلاقی ترقی کے نظریات کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

- ایک گروہ ماہر نفسیات کا ہے جو اخلاقی ترقی، اخلاقیات اور سماجی رویے کی حیاتیاتی تکاملی تاریخ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان نفسیات دانوں میں لورنز، گڈال، داوال، رین، ہوفمین اور ہائیڈٹ شامل ہیں۔
- دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اخلاقیات کو سماجی معیار کے ساتھ مطابقت ہے۔ فرائڈ اور بندورا اس نظریے کے بڑے حامی ہیں۔
- تیسرا گروہ اخلاقی ترقی کو عقلی ترقی کی مقدار سے جوڑتا ہے۔ کولبرگ اور مشہور پیاجے اس گروہ کو پیش کرنے والے ہیں۔ حال ہی میں گیلیگن اور ریسٹ کی طرف سے کی گئی تحقیقات اس نظریہ پر مبنی ہیں۔

اہمیت موضوع:

زیر نظر موضوعِ تحقیق کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے کہ اخلاقی اقدار معاشرے میں بہت اہمیت رکھتی ہیں خاص طور پر اسلام میں معاشرے کا عروج و زوال ان قدروں پر قائم ہے۔ دین اسلام نے جگہ اور عمر سے بالاتر ہو کر

[3] لقمان 31:18
[4] Samuel Smith, Ideas of the Great Educators: Barnes and Noble Books, 1979, 57

فرد میں اخلاقی قدروں کی ترقی پر زور دیا ہے۔ معلّمین کا کردار والدین اور پورے معاشرے کے لیے بھی بہت قیمتی ہے۔

مقاصد تحقیق:

زیر نظر تحقیق کے مقاصد درج ذیل ہیں:

1. معلّمین کو اخلاقی اقدار اور ان کی ترقی کے بارے میں آگاہ کرنا اور اس معاملے میں انہیں حساس بنانا۔
2. اخلاقی قدروں کی ترقی میں تعلیم کے کردار کا تعین کرنا۔

منہج تحقیق:

یہ ایک معیاری اور مظاہراتی مطالعہ ہے۔ ایک مظاہراتی تحقیقی مطالعہ کا مقصد لوگوں کے خاص مظاہرے کے بارے میں تصورات کو سمجھنا ہے۔ مطالعہ کا اصل مقصد تجربہ کار لوگوں کی نظر سے چیزوں یا واقعات کی تحقیقات کرنا تھا مقصد یہ ہے کہ مظاہرے کی بصیرت حاصل کی جائے اور زندہ عملیات اور تجربات کی تفصیل کے لیے کافی مواد فراہم کیا جائے۔

اسلام میں اخلاقی ترقی:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کرتا ہے۔ اسلام ان بنیادی حقوق کو تسلیم کرتا ہے جو پوری انسانیت کی خدمت کرتے ہیں اور ان کا ہر حال میں مشاہدہ اور احترام کیا جانا چاہیے۔ اسلام دنیا کو ایک موثر اخلاقی نظام دیتا ہے جو معاشرے کے ہر فرد کو فلاح و بہبود اور خوشحالی کی طرف لے جاتا ہے۔ اسلام میں اخلاق عبادت ہے لہٰذا منافقت، بے ایمانی سے کیا جانے والا عمل کالعدم قرار دیا جائے گا۔ پرہیز گاری کو مسلمانوں کی اعلیٰ خوبی قرار دیا گیا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ [5]

---

[5] الحجرات 49:13

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

ظفر اللہ خان کا خیال ہے کہ اسلام فی الحال ایمان کے لیے کھڑا ہے اور ایمان مخصوص خیال، رویہ اور عقیدہ کے لیے کھڑا ہے جیسے خدا کی وحدانیت ، حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت، قرآن اور دیگر مقدس کتب پر ایمان جو نبیوں کو وحی کی گئیں، فرشتوں پر ایمان، قیامت کے دن پر ایمان یہ وہ قدریں ہیں اور اسلام انہیں زندگی کے معیار کے طور پر سمجھتا ہے۔ یہ غلط اور صحیح کے درمیان فرق کرنے کا پیمانہ ہے۔ ان اقدار اور معیار زندگی کو سماجی، معاشی، مذہبی وغیرہ کی درجہ بندی میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ [6]

اخلاقیات مسلمان کی زندگی کے ہر شعبے کا احاطہ کرتی ہیں اور اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہے، درحقیقت یہ کردار میں عالمگیر ہے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق اس کے ماننے والے کو نیک بننا اور نیکیوں پر قائم رہنا چاہیے۔ انہیں برائیوں سے بچنا چاہیے اور انہیں دوسروں کو بھی برائیوں سے روکنا چاہیے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک مومن کو اخلاقی طور پر مضبوط ہونا چاہیے اور معاشرے کی اخلاقی ترقی کے فروغ میں اپنا حصہ بھی ادا کرنا چاہیے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾ [7]

تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے روکتے رہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔

اسلام ایسے صحت مند معاشرے کو بہت اہمیت دیتا ہے جو اخلاقی اور متعلقہ مسائل کی حمایت کرتا ہو جیسے بدعنوانی اور اس کے متعلقہ مسائل اسلامی طرز عمل کے بنیادی اصول حسن اخلاق ہیں۔

اصطلاح "**اخلاق**" جس کا واحد "**خلق**" ہے۔ خلق کی اصطلاح قرآن مجید میں دو بار آئی ہے سورۃ الشعراء کی آیت نمبر 137 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ [8]

---

[6] Zafrullah Khan M. Islam, Its meaning for modern man, Routledge & Kegan Paul Ltd, London. 1962

[7] آل عمران 110:3

یہ تو بس پہلے لوگوں کی ایک عادت ہے۔

اس طرح سورۃ القلم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْم﴾ [9]

اور بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں۔

امام قرطبی کا خیال ہے کہ لفظ "خلق الاولین" قدیم رسم ورواج کے لیے ہے جس میں کردار خیالات کا مجموعہ مذہب اور عقیدہ شامل ہیں۔[10]

ادب ایک اور اصطلاح ہے جو اسی مقصد کے لیے بیک وقت استعمال کی جاتی ہے۔ تاہم، کچھ محققین کا کہنا ہے کہ دونوں کے درمیان اصطلاح کے استعمال کے لحاظ سے بنیادی فرق ہے کیونکہ اخلاق سے مراد "اخلاقی فلسفہ" ہے، جبکہ ادب اخلاقی فلسفہ کی عملی شکل ہے۔ لہٰذا ایک انسانی رویے کا نظریاتی پس منظر اور دوسرا عملی مظاہرہ ہے۔[11]

اسلام میں قرآن اخلاقی تصورات اور معیارات کی بنیاد ہے، نبی ﷺ کی سنت ایسے تصورات کا دائرہ ہے اور قرآن کے تصور کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْم﴾ [12]

"آپ ﷺ اخلاق کے بلند معیار پر ہیں"

جب کسی نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے بارے میں پوچھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ قرآن کا عکس ہیں۔

---

[8] الشعراء 137:26

[9] القلم 4:48

[10] القرطبی، ابوعبداللہ، الجامع لاحکام القرآن، بیروت: دار الکتب العلمیہ ٫ج14، ص85

[11] احمد بن محمد ابن مسکویہ، تہذیب الاخلاق، وتادیب الاخلاق، بیروت، مکتبہ الثقافۃ الدینیہ، 2011

[12] القلم 4:48

قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ:أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟» قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ[13]

قرآن اور سنت اسلامی اخلاقیات کے مآخذ ہیں۔ قرآن اور سنت ایک اخلاقی ضابطہ فراہم کرتے ہیں جو انسانی رویے کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں، ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں:

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَه لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًاؕوَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ [14]

اس شخص سے بہتر دین میں کون ہے جس نے اللہ کے حکم پر پیشانی رکھی اور وہ نیکی کرنے والا ہو گیا اور ابراہیم کے دین کی پیروی کی جو یکسو تھا، اور اللہ نے ابراہیم کو خاص دوست بنالیا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ [15]

اور اس شخص سے زیادہ خوش گفتار کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے: بے شک میں ال لہ عزّوجل اور رسول ﷺ کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

دیانتداری، مہربانی، صبر و استقامت اور وعدوں کی پابندی وہ قدریں ہیں جن پر قرآن زور دیتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَه رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْاؕوَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ﴾ [16]

---

[13] نیشاپوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه او مرض ، بیروت: دار إحياء التراث العربي ، رقم الحدیث746

[14] النساء147:4

[15] حم سجدہ33:41

[16] آل عمران141:3

اور کئی نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لڑے ہیں، پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں اور نہ سست ہوئے اور نہ وہ دبے ہیں، اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

قرآن اخلاق کی تعلیم دیتا ہے جس میں رحم دلی، نرمی، بھلائی، نرم خوئی شامل ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [17]

جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اسلام ایک جامع تعلیمی نظام ہے، یہ جانتے ہوئے کہ اخلاقیات کی بنیاد پر جو قدریں ہیں وہ تمام مذاہب میں مشترک ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کو انفرادی طور پر پروان چڑھایا جانا چاہیے۔ اسلامی نظام تعلیم کا مقصد بچے کی شخصیت کو متاثر کن بنانے کے لیے متوازن اقدار کا نظام فراہم کرنا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب سوائے اسلام کے اخلاقی، معاشی، سماجی اور مذہبی قدروں کی شناخت کا سامنا کر چکے ہیں۔ تمام انسانی تعلقات ہمیشہ سماجی قدروں سے چلتے اور چلائے جاتے ہیں اور اسلام میں یہ تمام قدریں قرآنی تصور پر مبنی ہیں کہ ہر انسان اللہ کی طرف سے اپنے اور معاشرے کے لئے خوبیوں کی صلاحیت رکھتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ [18]

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے۔

---

[17] آل عمران 134:3

[18] الحجرات 13:49

اللہ کے نبی محمد ﷺ نے کردار سازی اور اخلاقیات پر زور دیا، نبی ﷺ نے اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا ہے۔اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ[19]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایامیں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ شریفانہ اخلاق کی تکمیل کروں۔

موَطاامام مالک میں روایت ہے:

عن مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، أنه قَالَ: آخِرُ مَا أَوْصَانِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلى الله عَلَيه وَسَلم حِينَ جعلتُ رِجْلِي فِي الْغَرْزِ، أَنْ قَالَ: أَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ[20]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جب کہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا، وہ یہ تھی کہ آپ کو فرمایا: لوگوں کے لیے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ، یعنی بندگانِ خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَيْهِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ[21]

بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہے، اور مہربانی اور نرمی کرنے کو پسند فرماتا ہے، اور نرمی پر وہ ثواب دیتا ہے جو سختی پر نہیں دیتا۔

مسلم شریف میں روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: «يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا[22]

---

[19] المصري، أبو عبد الله محمد بن سلامہ، مسند الشہاب، **باب إنما بعثت لأتمم مكارم الاخلاق**، بیروت: مؤسسة الرسالة، رقم الحدیث 1165

[20] مالک بن انس، موطأالإمام مالک، باب: ماجاء فی حسن اخلاق، رقم الحدیث 1881

[21] ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، باب الرفق، حلب: دار إحیاء الکتب العربیة، رقم الحدیث 3688

آسانیاں پیدا کرنا انہیں تنگی میں نہ ڈالنا خوشخبریاں دینا، تنفر نہ کرنا آپس میں ایک دوسرے کی معاونت کرنا اور آپس میں اختلافِ رائے نہ کرنا۔

اخلاقی ترقی اور اسکول:

ملّت کے مطابق، اخلاقی تعلیم مثبت سوچنے، اخلاقی طور پر ترقی یافتہ ہونے اور ایک نمونہ پیش کرنے کے لیے ضروری ہے جو سب کے لیے قابل قبول ہو مختلف ثقافتوں کے معاشرے میں اخلاقی ترقی کے لیے متعدد معیارات ہیں جن میں مختلف اخلاقی اصول اور قدریں ہوتی ہیں اخلاقی تعلیم کو صرف براہ راست تعلیمی نظام یا الگ مضمون کی ضرورت نہیں ہے اور اسے خصوصی تعلیمی نظام تک محدود نہیں کیا جاسکتا اخلاقی ترقی کے لیے واضح اور دقیق تعلیمی نظام کی ضرورت ہے۔ اسکولوں کا کام تحریری، مخصوص انداز کے مطابق انجام دیا جانا چاہیے۔[23] غیر رسمی تعلیم بھی کارآمد ہے۔ ایک معیاری اور کامیاب اخلاقی تعلیمی پروگرام میں ایسے منصوبے بھی ہونے چاہئیں جو عملی طور پر اس مقصد کو پورا کر سکیں۔[24]

والدین کا کردار:

بچوں میں اخلاقی قدروں کی ترقی کے حصول میں والدین کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ والدین کا اخلاق سے بھرپور رویہ ان کے بچوں کے رویے پر گہرا اثر ڈالتا ہے بچے اپنے والدین سے بالواسطہ سیکھتے ہیں خاص طور پر جب وہ خاندان اور معاشرے میں دوسروں کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں والدین کے رویوں کے اثرات جو بچوں کے رویے پر پڑتے ہیں اس کا ایک مطالعہ کیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوا کہ والدین اور بڑھوں کے رویے کے اثرات بچوں پر بھی پڑتے ہیں یہ بھی ظاہر ہوا کہ خاص طور پر لڑکیوں کو بالغوں کے ساتھ بات چیت کے دوران عام فہم

---

[22] نیشاپوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم ،باب فی الامر باالتیسیر وترک تنفیر، بیروت: دار إحياء التراث العربي، رقم الحدیث 4526

[23] Milat, J. Education - theory training. Zagreb: Schoolbook. 2005

[24] McDonald L, Rogers L. Who wait for the white knight? Training in "Nice." Presented at the Annual Meeting of the American Educational Research Association, San Francisco, CA. 1995

محسوس ہوتی ہے[25] ایک تقابلی مطالعہ کے بارے میں جس میں روحانی قدروں کی ترقی کے تصورات میں جنسی فرق کی تحقیقات کی گئی تھی یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ برداشت، امن، اور وقار جیسی قدروں میں مسلم بھارتی نوجوانوں میں فرق قرآن کے اصولوں کے مطابق ہے۔ مختلف سماجی اداروں کے لوگ جیسے خاندان کے افراد، دادا دادی، اساتذہ اور ہم عمر لوگ، بچوں میں اخلاقی قدروں کو پروان چڑھاتے ہیں۔

زیادہ تر چھوٹے بچے اپنا زیادہ وقت والدین کے ساتھ خاص طور پر ماں کے ساتھ گزارتے ہیں ماں اپنے افسانوی کردار کی کہانیاں سنا کر اور سچائی، طاقت، حوصلہ، اتحاد وغیرہ کی قدریں سکھا کر اقدار کو فروغ دے سکتی ہے۔ انسانی تاریخ ایسے کرداروں سے بھری پڑی ہے خاص طور پر نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعمال اور رویے۔

اخلاقی تعلیم:

تعلیم لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کی اصل 'educare' ہے جس کا مطلب ہے باہر لانا، پھلنا پھولنا اسلام تعلیم اور سیکھنے پر زور دیتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ [26]

اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

اسلام "علم" کا تصور پیش کرتا ہے اور عربی میں علم کا مطلب ہے سمجھ، حکمت اور روشنی جو شخصیت کو ڈھالتی ہے اور ایک انسان کو بامقصد نیک اور ترقی پسند زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہے۔[27] اخلاقی تعلیم عمل کا ایک بنیادی جزو ہے جس کے ذریعے نئی نسل کو معاشرے کے ساتھ ہم آہنگی کے لیے قدریں فراہم ہوتی ہیں۔ اخلاق وہ معیار نہیں ہے جو لوگ خود بخود حاصل کرتے ہیں اسے تعلیم اور تربیت کے ذریعے نافذ کیا جانا چاہیے تاکہ ایک مضبوط اور صحتمند قدری نظام تشکیل دیا جا سکے ہر فرد ان رویوں کو پروان چڑھاتا ہے جو اسے دوسرے انسانوں کے ساتھ ہم آہنگی میں رہنے اور کام کرنے کے قابل بناتے ہیں چاہے وہ اسکول ہو یا پھر معاشرے کے افراد کے ساتھ عام گفتگو کے دوران ہو لہٰذا اخلاقی تعلیم وہ عمل ہے

---

[25] Hameed S,Nishat A,Zehra S,Khatoon N.Gender differences in the perception of spiritual Value among adolescents .In Husain A,Kaneez S,Jahan M(EDS)Studies In Spiritual Psychology. New Delhi:Reseach India Press.1995,116-121

[26] طٰہٰ 31:30

[27] Charles Eugene Conover, Moral Education in .family, school and church (Philadelphia: The West Minster Press, 1963, p.60.

جس کے ذریعے سکول میں دونوں جنسیں ایک مکمل ہم آہنگی اور موافقت والی زندگی گزارتی ہیں جس کا مقصد اعلیٰ بھلائی تک پہنچنا ہے۔ عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ انسان کی بنیادی ضرورت دوسروں کے ساتھ رہنا محبت کرنا اور محبت حاصل کرنا دلچسپی رکھنا اور دوسروں کی دیکھ بھال کرنا ہے۔[28] ایک مشہور نفسیات دان لارنس کوہلبرگ نے کہا کہ اخلاقی تعلیم کا مقصد فرد کے ذاتی اخلاقی فیصلے اور سیکھنے والوں کی صلاحیتوں کی قدرتی نشوونما اور ترقی کو فروغ دینا ہے تاکہ وہ اپنے اخلاقی فیصلے کو اپنے عمل اور رویے کو منظم کرنے کے لیے استعمال کر سکیں تعلیم کا کردار قدرتی نشوونما اور ترقی کی ترغیب اور حوصلہ افزائی میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بجائے اس کے کہ پہلے سے طے شدہ قوانین کو سکھایا جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ طلباء کی اس کام میں مدد کرنا ہے جو انہوں نے پہلے ہی کرنے کا ارادہ کیا ہو، بجائے اس کے کہ باہر سے قوانین اور لاگو کیے جائیں۔

اخلاقی ترقی کی قدریں:

مطالعہ سے پتہ چلا کہ اسلام میں کچھ بنیادی قدریں ہیں جو بچوں میں مشاہدہ کی جانی چاہیے اور انہیں اخلاقی طور پر ترقی یافتہ بنانے کے لئے فروغ دیا جانا چاہیے۔ ان میں روحانی قدریں جیسے اللہ پر ایمان، حیاتیاتی قدریں یعنی زندگی کا حق، رویے کی قدریں جیسے وفاداری، جذباتی قدریں جیسے محبت اور شفقت، سماجی قدریں جیسے بھائی چارہ اور ذہنی قدریں جیسے تخلیقی سوچ کی ترقی شامل ہیں۔ مطالعہ نے یہ ظاہر کیا کہ بچے کو اخلاقی طور پر ترقی یافتہ بنانے کے لئے کچھ قدریں سکھائی جانی چاہیے یہ ہیں:

- **غیر متعصبانہ قدریں:**

بے لوث، خیراتی اور انسانی قدریں غیر متعصبانہ قدریں کہلاتی ہیں۔ یہ شخصیت کی روحانی ترقی سے تعلق رکھتی ہے۔ صدقہ، توبہ، سچ بولنا محبت مہربانی، اتحاد اور عاجزی جیسی قدریں غیر متعصبانہ اخلاقی ترقی کے شعبے سے متعلق ہیں۔

---

[28] Lawrence Kohlberg. “Stages of Moral Development as a basis for M>E. in Moral Development, M.E, and Kohlberg, ed. Brenda Munsey (Birmingham: Religious Education Press, 1980), p.72.

- **انسانیت پسندانہ قدریں:**

یہ ان قدروں کو کہتے ہیں جو ہمارے نظام کی رہنمائی کرتی ہیں۔ یہ قدریں انسانیت کے فروغ میں مرکزی کردار ادا کرتی ہیں۔ ان قدروں میں معافی، اخلاص، انصاف اور جرأت وغیرہ شامل ہیں۔

- **ذاتی قدریں:**

ذاتی قدریں افراد کو رہنمائی فراہم کرتی ہیں اور ذاتی تعلقات کی انجام دہی میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ ان قدروں میں بے لوثی، عاجزی، بردباری استقامت اور صبر شامل ہیں۔

- **الٰہی قدریں:**

الٰہی قدریں وہ قدریں ہیں جو ہمیں خدا اور قدروں سے محبت کرنے میں مدد اور سہولت فراہم کرتی ہیں۔ اس میں تقویٰ، نیکی، وفاداری اور رحم دلی شامل ہیں۔

- **جذباتی قدریں:**

جذباتی قدریں وہ ہیں جو اتحاد اور دوسرے انسانوں کے ساتھ امن وسکون کے ساتھ رہنے میں مدد کرتی ہے جیسے نرمی مہربانی، سکون اطمینان، خوشی، آسانی اور قناعت جذباتی قدروں میں سے ہیں[29]

تعلیم کا کردار:

مطالعہ نے ظاہر کیا کہ جہاں تک تعلیم کے کردار کا تعلق ہے بنیادی طور پر تین چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے طلباء کی اخلاقی ترقی میں نمایاں طور پر حصہ ڈالا ہے، یعنی نصاب، محکمہ اور اسکولوں کا ماحول۔ نظریاتی طور پر اصول اور اقدار طلباء کی اخلاقی ترقی اور کردار سازی کے عمل میں مددگار ہو سکتے ہیں۔ لیکن عملی طور پر ایسی کوئی سرگرمیاں باقاعدگی سے منظّم نہیں کی جاتی ہیں جو اقدار کی ترقی کے لیے ہوں۔

تعلیمی محکمہ اخلاقی اقدار کے فروغ میں بہت کم توجہ دکھاتا ہے۔ اخلاقی ترقی کے فروغ کے لیے تعلیمی محکمہ کی طرف سے کوئی چیک اور بیلنس سسٹم نہیں ہے۔ ان کے علاوہ تعلیمی محکمہ نے اخلاقی طرز عمل کا کوڈ بھی جاری کیا ہے لیکن عملی طور پر ان کا کردار بہت غیر فعال ہے وہ نہ تو معلمین کے لیے ورکشاپ کرتے ہیں اور نہ ہی بچوں کی اخلاقی ترقی

---

[29] Nazam F, Husain A, Khan S.M .M annual for spiritual values scale (SVS- NFHAKS) National Psychological Corporation: Agra.2015

کے لیے کوئی سیمینار منظم کرتے ہیں۔ موجودہ امتحانی نظام کی وجہ سے کردار سازی کے عمل کی بجائے اسکورنگ پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اساتذہ، انتظامیہ اور محکمے بھی گریڈنگ، اسکورنگ اور نمبر حاصل کرنے پر توجہ دیتے ہیں۔ اساتذہ کی ACRs بھی طلباء کی گریڈنگ اور اسکورنگ کے حساب سے تیار کی جاتی ہیں۔

علمی اکیڈمیوں میں لائبریری کا کوئی فائدہ نہیں ہورہا ایسا لگتا ہے کہ یہ لائبریریاں صرف ڈیکوریشن پیس ہیں۔ نہ تو اسکول انتظامیہ نے لائبریری کے استعمال کا خاص انتظام کیا اور نہ ہی وہ اس سلسلے میں طلبہ کو سہولت فراہم کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

معاشرے کا حصّہ ہونے کے ناطے طلباء بھی معاشرے سے سیکھتے ہیں، خاندان، ہم عمر ساتھیوں اور دیگر اداروں سے بھی کردار سازی کا عمل متاثر ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث:

اس مطالعہ نے اسلام کی سنہری اقدار کو روشناس کرایا جو مسلمانوں کے کردار کا بنیادی جزو ہونا چاہیے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَّيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيّٖنَۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِۚ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْاۚ وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْاۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾[30]

یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر، اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے، اور نماز پڑھے

[30] البقرہ177:2

اور زکوٰۃ دے، اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کرلیں، اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

اس طرح قرآن کی روشنی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز بالکل واضح ہے یعنی دوسرے انسانوں کے ساتھ تعلقات کیسے قائم کیے جائیں۔ اسلام ہر انسان کو اخلاقی اقدار کو فروغ دینے پر زور دیتا ہے اور اس پر زور دیتا ہے۔

انسانوں کے ذہن کو سیاسی، لسانی، اخلاقی اور مذہبی تعصبات سے بالاتر ہوکر نرم دل بنانا تعلیم حاصل کرنے کا بنیادی مقصد ہے۔ تعلیم ہر انسان کو بامقصد زندگی گزارنے کا طریقہ بتاتی ہے ایک فرد کے لیے خاندان اور معاشرے کی اخلاقی روحانی حقیقت کا حصول بھی تعلیم کے مرکزی مقاصد میں سے ایک ہے۔ روایت اور عملی علم کو آنے والی نسل تک پہنچانا تعلیم کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ ایک نظریاتی ریاست ہونے کے ناطے پاکستانی نظام تعلیم کی ایک خاص ضرورت ہے۔ یہ ذمہ داریاں صرف اسی صورت میں پوری ہو سکتی ہیں جب پاکستان کا تعلیمی نظام فروغ پزیر ہو۔ اسلام انسان کی مادی ضروریات اور روحانی ذمہ داریوں کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ لہٰذا پاکستانی نظام تعلیم کی بنیاد علم کا حصول، اخلاقی ترقی، معاشی اور سماجی ترقی ہونی چاہیے۔

سفارشات

1. اس مطالعہ کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ اخلاقی ترقی کے حصول کے لیے اعلیٰ معیار تعلیم نظام کی ضرورت ہے جس میں ایک خاص منصوبہ بندی کی جائے
2. حقیقت میں، اقدار کی ترقی بہت حساس معاملہ ہے۔ اس لیے اخلاقی، مذہبی اور ثقافتی ترقی کے لیے منصوبہ بندی کرتے وقت حساسیت کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے مانیٹرنگ ایجنسی قائم کی جانی چاہیے تاکہ اسکولوں میں اخلاقی ترقی کے لیے انجام دی جانے والی تمام سرگرمیوں کی جانچ پڑتال کی جائے تاکہ اخلاقی قدر کے فروغ کے پروگرام کے لیے پیش آنے والی تکلیفوں سے بچا جاسکے۔
3. اساتذہ کو اسکولوں کے بچوں میں اخلاقی اقدار کو فروغ دینے کے لیے مختلف طریقوں کو استعمال کرنے کے لیے تربیت اور کورسز فراہم کیے جائیں۔ طلباء کو اخلاقی اقدار سے آراستہ کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے تاکہ وہ صحت مند سماجی تعلیمی پروگراموں میں حصہ لیں۔
4. طلباء میں تنقیدی اور تجزیاتی سوچ کی مہارتیں پیدا کی جانی چاہئیں تاکہ انہیں باہمی تعاون کے ساتھ اور آزادانہ سیکھنے کے مواقع فراہم کر کے انہیں مسئلہ حل کرنے والا بنایا جاسکے۔

5. تدریس کے سیکھنے کے عمل میں نفسیات کو سمجھنا اور اس کا اطلاق ہمیشہ بچوں اور نوجوانوں کو تعلیم دیتے وقت فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ اساتذہ کو اسکول کے بچوں کی اخلاقی نشوونما پر کام کرتے ہوئے ان کی نشوونما کے مراحل کو جاننا چاہیے۔ اخلاقی تعلیم دینے میں سیکھنے والے کے خاندانی، سماجی، معاشی اور خاص طور پر مذہبی (عقیدہ) پس منظر کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔

6. سب سے اہم شعبہ جس کو دوبارہ ترتیب دینے کی ضرورت ہے وہ موجودہ تشخیصی عمل ہے۔ جیسا کہ مطالعہ سے پتہ چلا ہے کہ سائنس کے مضامین، اسکورنگ مارکس اور گریڈ پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور اخلاقی یا کردار کی تشخیص کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

7. طلباء کی اخلاقی نشوونما کے لیے رسمی تعلیم کے ساتھ ساتھ غیر رسمی سہولیات بھی فراہم کی جائیں۔ محکمہ تعلیم کو چاہیے کہ وہ اخلاقی اقدار کے فروغ کے لیے سیمینارز، ورکشاپ اور دیگر مذہبی و اخلاقی پروگرام منعقد کرے۔